

Lesson 9: Ale Imraan (Ayaat 102 - 110): Day 150

سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ كِي تَفْسِير

یہاں اب براہ راست خطاب مسلمانوں کو ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١٠٢﴾ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو جیسا اس سے ڈرنا چاہیے اور نہ مرو مگر ایسے حال میں کہ تم مسلمان ہو۔

ایمان والا کون ہے؟

ایمان والے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ قانونی ایمان والے یعنی قانون کی روشنی میں مسلمان ہوتے ہیں اور دوسرے عملی مسلمان ہوتے ہیں، جن کے عمل سے پتا چلتا ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔

قانونی ایمان والے: یعنی ہمارے مذہب کے خانے میں لکھا ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ ہم نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں۔ روزے رکھیں یا نہیں، کوئی بھی غلط کام کریں یا صحیح تو یہ قانون کی نظر میں مسلمان ہیں۔ کوئی بُرے سے بُرا گناہ بھی کرے تو علماء کہتے ہیں کہ وہ کافر نہیں ہو گا چاہے نام کا ہی ہو گا رہے گا مسلمان ہی۔ مثال ہم نے پچھلے سبق میں پڑھا کہ حج کا انکار کرنے والا مسلمان نہیں ہو گا لیکن ہم اُس کو مسلمان ہی کہیں گے۔ نام مسلمان ہی ہو گا۔ چاہے وہ نمازی ہے یا نہیں۔ اُس کا جنازہ مسلمان کے طور پر ہی پڑھایا جائے گا۔

عملی مسلمان: یہ تقویٰ کی وہ حالت ہوتی ہے جو انسان کو ہر حال میں اللہ کا بندہ بنا دے۔ یعنی جو اپنے ہر عمل سے ظاہر کرے کہ وہ مسلمان ہے۔ صرف نام کا اسلام نہ ہو۔ یہ ہماری زندگی میں ظاہر ہو۔

" اللہ سے ڈرتے رہو جیسا اس سے ڈرنا چاہیے " یعنی اسلام کے احکام پورے کرو۔ فرائض ادا کرو۔

جن باتوں سے منع کر دیا گیا ان سے رُک جاؤ۔

یہ آیت سن کر صحابہ کرام ڈر گئے کہ ہم یہ حق ادا نہیں کر سکیں گے۔ پورے قرآن میں تقویٰ کی بہترین معنی بتانے والی آیت یہی ہے۔ صحابہ کرام کی پریشانی کی وجہ سے پھر سورۃ تغابن کی آیت 16 نازل ہوئی۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِأَنْفُسِكُمْ ۗ وَمَنْ يُؤَقِّطْ
نَفْسَهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٦﴾

پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرو اور سنو اور حکم مانو اور اپنے بھلے کے لیے خرچ کرو اور جو شخص اپنے دل کے لالچ سے محفوظ رکھا گیا سو وہی فلاح بھی پانے والے ہیں (۱۶)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حَقُّ تَقَاتِهِ کے معنی ہیں۔ اللہ کی اطاعت کی جائے نافرمانی نہ کی جائے۔ اُس کا ذکر کیا جائے بھلا یا نہ جائے۔ اور یہ کہ اللہ کا شکر ادا کیا جائے کفر (انکار) نہ کیا جائے۔ مسلمان کی زندگی میں کبھی یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اللہ کو بھول جائیں۔ مسلمان کا دل ایمان اور دین میں پڑا رہتا ہے۔ میری نماز، میرا وقت، میرا مال تو ضائع نہیں ہو رہا۔ میری نگاہ، میرے ہاتھ صحیح جگہ استعمال ہو رہے ہیں؟ میری توانائی اور صلاحیتیں صحیح جگہ استعمال ہو رہی ہیں۔

اللہ کو بندے سے یہی مطلوب ہے۔ سارے مسائل کا بنیادی حل یہی ہے کہ مسلمان کے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے۔ انسان کی نگاہ اللہ پر لگ جائے۔ ہر وقت یہی خیال رہے کہ میرے رب کو میرا یہ عمل

کیسا لگے گا۔ صرف ظاہری نیکیاں نہیں بلکہ خلوص والی اور اللہ کو راضی کرنے والی نیکیاں کرنے لگیں۔

انسان کا اندر سے دل بدل جائے۔ جس کا اندر بدل جائے گا اُس انسان کے ظاہر سے پتا چل جائے گا کہ وہ کیسا مسلمان ہے۔ صرف حجاب یا نقاب لینے سے پتا نہیں چلے گا کہ وہ بہت نیک اور اچھی تقویٰ والی مسلمان ہے۔ ٹھیک ہے کہ یہ بہت نیک عمل ہے لیکن اصل تقویٰ یہ ہے کہ انسان کے اندر ڈر بیٹھ جائے کہ میرا اللہ مجھ سے ناراض نہ ہو جائے۔

انسان اللہ کے لئے سنجیدہ ہو جائے۔ ہم عام حالات میں اچھے مسلمان ہوتے ہیں لیکن جو غم یا خوشی آتی ہے ہم بدل جاتے ہیں۔ غم سے نڈھال ہو کر اللہ کو بھول جاتے ہیں اور خوشی میں آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔

ایک صحابیہؓ حضرت خنساء تھیں۔ کفر کی حالت میں ان کا بھائی صحز فوت ہو گیا تو اُس کے نام کے مرثیے پڑھے لیکن مسلمان ہوئیں تو جنگِ قادسیہ میں ان کے چار بیٹے یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے تو انہوں نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں اللہ نے مجھے شہداء کی ماں بنا دیا۔

تقویٰ انسان کی ترجیحات کو بدل دیتا ہے۔ آج ہمارا نام مسلمان ہے کیا حقیقت میں ہم متقی ہیں۔

" اور نہ مرد مگر ایسے حال میں کہ تم مسلمان ہو۔ " ہمیں موت کی خبر نہیں لیکن اگر ہم کوئی غلط کام کرتے فوت ہو گئے تو کیا ہو گا؟ ہر وقت یہ ڈر رہے کہ کہیں ایسا نہ ہو میں کسی کے کہنے میں آ کر اللہ کی نافرمانی کروں اور مجھے موت آ جائے۔ رشتے دار کو خوش کرتے ہوئے دُنیا سے چلی جاؤں تو کیا ہو گا۔

متقی گناہ کو اپنے سر پر پہاڑ جیسا بوجھ سمجھتا ہے اور کافرو فاجر ناک پر بیٹھی مکھی کی طرح اڑا دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ گناہ ہلکا ہے۔

آپ اپنے لئے ایک معیار رکھیں۔ دوسروں کو چھیڑیں نہ اور خود کو چھوڑیں نہ۔

ہر جگہ اپنے آپ کو ڈانٹیں۔ اپنے چھوٹے سے چھوٹے عمل پر بھی نظر رکھیں۔ دوسروں کے بڑے سے بڑے گناہ کو بھی بھلا دیں۔ اپنے آپ کو اللہ سے جوڑ کر رکھیں۔ کہ اللہ ناراض نہ ہو جائے۔

ہم دوسروں سے کتنا ڈرتے ہیں۔ مثال پولیس مین یا استاد والا ڈر حالانکہ اُس ڈر میں بھی فرق ہے۔ اللہ کے لئے کونسا ڈر چاہیے؟

اللہ کے لئے الرحیم، الرحمان، وُدود، وھاب، والا ڈر چاہیے۔ میں کتنی ناشکری ہوں کہ اپنے اتنے احسانات کرنے والے رب کو ناراض کرتی ہوں۔ اس کے چار درجے ہیں؛

✚ سب سے پہلی بات کہ میں نے شرک سے بچنا ہے۔

✚ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرنا۔ صرف اور صرف اللہ کی عبادت کرنی ہے صرف اُسی

سے ڈرنا ہے۔ نہ معاشرے کا ڈر نہ کسی دوسرے کا۔

✚ پھر کبائر یعنی بڑے گناہوں کو چھوڑ دینا ہے۔

✚ پھر اللہ اور رسول کے ناپسندیدہ کاموں سے بچنا ہے۔

کچھ غور و فکر کریں۔ کیا میں کوئی ایسا کام کرتی ہوں جو اللہ اور اللہ کے نبی کو پسند نہیں۔ چاہے اُس کو حرام نہیں کہا گیا۔ اپنے آپ کو دیکھیں۔ میں کیا پہنتی ہوں۔ کیسے بات کرتی ہوں۔ دوسروں کے ساتھ میرا کیسا رویہ ہے۔ کیسے کھاتی پیتی ہوں۔

جب ہم کسی سے چوری کوئی کام کرتے ہیں تو ہمیں کتنا ڈر لگتا ہے۔ ہم عام انسانوں سے اتنا ڈرتے ہیں تو ہمیں اللہ کا ڈر تو سب سے زیادہ ہونا چاہیے۔ ہم گناہ کی محفل میں بیٹھ کر اللہ سے بے خوف تو نہیں ہو جاتے۔ تقویٰ یہ کہ اللہ سے حیا کریں۔ اللہ سے محبت میں کچھ غلط کام نہ کریں۔ اللہ سے ڈر کر کچھ غلط نہ کریں۔ یعنی ہم ہر وقت اپنے آپ کو اللہ کے سامنے حاضر رکھیں۔

اس کی مثال ایسے ہے کہ جس شخص کی تنخواہ پہلے ہزار پونڈ تھی وہ گزارہ کیسے کرتا ہے اور اگر چار ہزار پونڈ تنخواہ ہو تو خرچ کیسے کرتا ہے؟

اسی طرح جس کا تقویٰ جتنا زیادہ ہوتا ہے اُس کا عمل ویسے ہی ہو گا۔ اور تقویٰ کسی کے کہنے سے نہیں گھٹتا بڑھتا۔ یہ انسان کے اندر کے احساس کا نام ہے۔ انسان ہر وقت یہ سوچنے لگے کہ میرے اللہ کو میرا یہ عمل کیسا لگے گا۔ اللہ کو کیسے خوش کروں۔

انسان اپنے آپ کو بھول جائے۔ شیطان نے کہا تھا "انا خیر کم"۔ میں اپنے آپ کے بارے میں کیا سوچتی ہوں مجھے فرشتے دیکھ کر کیا کہتے ہونگے کہ یہ وہی ہے جس سے اللہ ناراض ہے۔ یا مجھے دیکھ کر فرشتے خوش ہوتے ہونگے کہ یہ اللہ کو راضی رکھتی ہوں۔ اگر آج مجھے اللہ کے نبی ﷺ مل جائیں تو میرا ہن سہن اور عمل دیکھ کر کیا کہیں گے؟ مجھے دیکھ کر اللہ کے نبی خوش ہونگے؟

جیسے دُنیا میں ہم اعلیٰ چیزیں پسند کرتے ہیں اسی طرح اپنے لئے اعلیٰ درجے کا تقویٰ پسند کریں۔

ایک ہے عام درجے کا تقویٰ لیکن **حَقِّ تَقَاتِبِهِ** یہ ہو گا کہ ہم نے اعلیٰ ترین چیز لینی ہے۔ سب سے بہترین برانڈ ہونی چاہیے۔ مومن کبھی عام درجے کی نیکی نہیں کرتا۔

ایک عام مسلمان کو اجازت ہے کہ شاندار گھر بنائے، مہنگے کپڑے پہنے، اعلیٰ کھانے کھائے۔ اگر اُس کے پاس مال ہے تو اپنا اسٹینڈرڈ اونچا رکھ سکتا ہے۔

لیکن ایک مومن **حَقِّ تَقَاتِبِهِ** والا مومن، فضول خرچی نہیں کرے گا۔ اُس کا دل نہیں کرتا کہ اپنا مال دکھاتا پھرے۔ فضول خرچی کی بجائے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا زیادہ پسند کرے گا۔

اللہ کے نبیؐ نے تیرہ سال تک مکہ دور میں اسی بات '**اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِبِهِ**' کی تبلیغ کی، لوگوں کا تزکیہ کیا۔ تعلق باللہ، تعلق بالرسول، تعلق بالآخرہ کو مضبوط کیا۔ پچھلے سبق میں ہم نے صحابہ کرامؓ کی زندگی کی کہانیاں پڑھیں۔

صحابہ کرامؓ کی زندگیاں بدل گئی تھیں۔

انہوں نے اپنی زندگی پر یہی اصول '**اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِبِهِ**' اپنائی کر لیا تھا۔ جس کو اللہ کی بات سمجھ آگئی وہ نماز نہیں چھوڑے گا۔ وہ حرام نہیں کھائے گا۔

ہمارے کرنے کا پہلا کام فرد کی اصلاح ہے۔

یہ ہے وہ پہلی بات جو آج ہمیں سیکھنے اور سکھانے کی ضرورت ہے۔ یہ ہے علماء کے کرنے کا کام کہ لوگوں کے اندر تقویٰ پیدا کیا جائے۔ اللہ سے تعارف اور محبت پیدا ہو جائے۔ لوگوں کے اندر خدا خونی پیدا کی جائے۔ کوئی گناہ نہیں کرے گا، کوئی چوری، ڈاکے، دھوکے فراڈ نہیں کرے گا۔

دوسرا نکتہ:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۗ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً
فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا ۗ وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ
فَأَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۗ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٠٣﴾

اور سب مل کر اللہ کی رسی مضبوط پکڑو اور پھوٹ نہ ڈالو اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب کہ تم آپس میں دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی پھر تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے پھر تم کو اس سے نجات دی اس طرح تم پر اللہ اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ (۱۰۳)

اس کا ترجمہ دو طرح سے کریں گے۔ ایک تو یہ ہے کہ سب مل کر اللہ کی رسی کو پورے کا پورا پکڑ لو۔ یعنی آدھا دین نہ پکڑو۔ سارے دین پر عمل کرو۔ یہ وہی بات ہے کہ؛

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۚ اے ایمان والو اسلام میں سارے کے سارے داخل ہو جاؤ۔۔

پورا دین لینا ہے۔ پورے دین پر عمل کرنا ہے۔ بعض جگہوں پر صرف خاص موضوعات ہی پڑھے اور سکھائے جاتے ہیں۔ ہم نے پورا قرآن لینا ہے۔

دوسرا مفہوم یہ ہے کہ تم سب کے سب مل کر اللہ کی رسی کو پکڑ لو۔

اب کرنے کا دوسرا کام یہ ہے؛

یعنی سارا دین لینا ہے اور سب نے مل کر مضبوطی سے پکڑ لینا ہے، سب نے مل کر اس پر عمل کرنا ہے۔

'۔۔ اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب کہ تم آپس میں دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی پھر تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے پھر تم کو اس سے نجات دی اس طرح تم پر اللہ اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔'

لوگوں کی اصلاح ہو گئی۔ اللہ کا ڈر دلوں میں بیٹھ گیا۔ اب مل جل کر کام کرنا ہے۔ اب سب کو جوڑ

دیں۔ اُمت بن جاؤ۔ بھیڑ نہ بنو۔ ایک ٹیم بن جاؤ۔ مسلمان اُمت کی اصلاح کیسے ہو؟

مسلمان اُمت کے فرد کی اصلاح ہو جائے، سب علم سیکھیں اور پھر مل جل کر کام کریں۔ اب ان کو

آپس میں کیسے جوڑا جائے۔ ہر مسلمان ایک مضبوط اینٹ ہوتا ہے۔ سورۃ الصفت آیت 4 میں ہے؛

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرصُومٌ ﴿٤﴾

بے شک اللہ تو ان کو پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی

دیوار ہیں۔

مسلمان چھوٹے سے فائدے کے لئے راستہ نہیں بدل لیتا۔ اب ان اینٹوں کو جوڑنے کے لئے سیمنٹ

چاہئے۔ تو پھر فرما دیا گیا کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔ اب یہ کیا ہے؟

وَأَعْتَصَبُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الرُّسُلُ الَّتِي كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ لِيُخْرِجَهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ

بِحَبْلِ رسی کو کہتے ہیں۔ اللہ کو محکم پکڑ لو تو پھر ہی سیدھے راستے پر ہو گے۔ اللہ کی رسی سے مُراد قرآن ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ کی رسی کیا ہے جو مضبوط ہے کہ اس کتاب کے ساتھ اس طرح جڑ جائیں کہ کوئی اُس سے پیچھے نہ ہٹے۔

قرآن ایک گہرے کنوئیں کی مانند ہے۔ اس میں ایک خزانہ ہے، حکمتوں کے قیمتی موتی ہیں۔ اس کتاب کی گہرائی میں جتنا زیادہ جائیں گے اتنا ہی فائدہ ہو گا۔ اس کنوئیں میں ڈول ڈالنے کے لئے دوسروں کو بھی ساتھ ملا لیں کہ مل جل کر محنت اور کوشش کریں۔ قرآن کا علم حاصل کریں۔ فہم پیدا کریں۔ انسان اور جانور میں فرق ہے۔ جانوروں کو ایک چرواہا قابو کر سکتا ہے۔

انسان باشعور ہوتا ہے۔ انسان کو اللہ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ انسان کے پاس ایک نظریہ ہوتا ہے۔ اس کے لئے عربی میں لفظ آتا ہے اُمت یعنی ہم خیال لوگوں کا گروہ۔ حاجی حج کا قصد کرنے والا۔ یعنی حاجی وہ جو اللہ کے گھر جا رہا ہے۔ (ہم حج سے واپس آنے والے کو حاجی کہتے ہیں)۔ آمین لفظ بھی اسی سے ہے۔ ایک ارادہ کرنے والے لوگ۔ سب ایک رنگ کے، سب کا مقصد ایک ہو۔ **صبغة اللہ** میں رنگے ہوئے ہوں۔

علیؑ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبیؑ نے فرمایا کہ یہ اللہ کی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک تنی ہوئی ہے۔ ایک اور روایت میں آپؐ نے فرمایا خوشخبری دو، خوشخبری دو۔ کیونکہ قرآن ایک رسی ہے کیونکہ اس کا ایک سر اللہ کے ہاتھ میں ہے اور ایک سر تمہارے ہاتھ میں ہے۔

اللہ کو پانے والی چیز قرآن ہے۔ لوگوں کو جوڑنے والی چیز قرآن ہے۔ جو لوگ قرآن پڑھ لیتے ہیں اُن کی سوچ ایک جیسی ہو جاتی ہے۔ 'تفرقے میں نہ پڑو'

ایک روایت ہے: دُنیا کی ہر چیز ملعون ہے صرف تین قسم کے لوگ اللہ کی رحمتوں میں ہیں۔ عالم، متعلم اور اس پر خرچ کرنے والا۔ (علم لینے والے، علم دینے والا، اس کا انتظام کرنے والے)

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو قرآن کا علم سیکھتے سکھاتے یا اس کے لئے کام کرتے ہیں۔

پہلے درجے پر آپ علم حاصل کرتے ہیں۔ اگلا درجہ اللہ کے دین کی خاطر جُڑ جائیں۔ اللہ، اللہ کے نبیؐ اور قرآن آپ کو عزیز ہو جاتے ہیں۔ جب ہم قرآن سے جُڑتے ہیں تو ایک ہو جاتے ہیں۔

جب بھی ہم قرآن کہتے ہیں تو ساتھ ہی حدیثؐ بھی آ جاتی ہے کیونکہ حدیثِ رسولؐ سے ہم قرآن کو سمجھتے ہیں۔ اس پر عمل کرتے ہیں۔ حدیثؐ کے بغیر تو ہم نماز بھی نہیں پڑھ سکتے۔

آج ہم قرآن سے دُور ہوئے تو اُمتِ فرقوں میں بٹ گئی۔ سوچیں ایک سر اللہ کے ہاتھ میں ہے اور، اُسی رسی کے ساتھ قرآن بندھا ہوا ہے۔ جو اُس کو تھام لے گا اُس کو بلندی مل جائے گی۔ قُربِ الہی نصیب ہو گا۔ جو پھر اس کو چھوڑ دے گا منہ کے بل گرے گا۔

جتنی نعمت بڑی ہوگی اتنا ہی حساب بھی ہو گا۔

'۔۔ اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب کہ تم آپس میں دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی پھر تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے پھر تم کو اس

سے نجات دی اس طرح تم پر اللہ اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔'

یہاں اس سے مراد اوس و خزر ج ہیں کہ کیسے لڑائیاں ہوتی تھیں۔ پھر کیسے بھائی بھائی بن گئے۔ اسلام کی قدر کرو۔ کیسے تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ کیسے خانہ جنگی اور جنگ انسان کو تباہ کر دیتے ہیں۔ اپنی پرانی زندگی کے بارے سوچیں۔ کیسے نفس کی پوجا کرتے تھے۔ کتنوں کو خوش کرنے کی کوشش میں ہلکان رہے تھے۔

زندگی آمد برائے بندگی. زندگی بے بندگی شرمندگی

دین سے اصل محبت کی نعمت ملتی ہے۔ آپ کے سارے دکھ دُور ہو جاتے ہیں۔ اُمتِ مسلمہ کو جوڑنا ہے۔ قرآن کے ساتھ جُڑ جائیں۔ مثال تسبیح کے موتیوں کی طرح ایک لڑی میں پروئے رہیں گے۔ جب لڑی ٹوٹے گئی تو لوگوں کے قدموں میں رُل جائینگے۔ قرآن سے علم حاصل کریں۔ اپنا مقصد عظیم رکھیں۔ چھوٹی باتوں کو چھوڑ دیں۔ صحابہ کرام میں بھی اختلاف تھا لیکن وہ ایک دوسرے سے دُور نہیں ہوئے۔ ہمارے اندر بھی سوچ کا فرق ہو سکتا ہے۔ لیکن اللہ کی کتاب سے جُڑے رہیں۔ اتحاد میں برکت ہے۔ ہر شخص کے سمجھنے کا لیول فرق ہوتا ہے۔ ہر انسان کی نیت اور اخلاص میں فرق ہو سکتا ہے۔ پیوستہ رہ شجر سے امید بہا رکھ۔۔۔ لیکن ایک دوسرے سے دُور نہ ہوں۔

اللہ سے پانچ نمازوں میں کنکشن ملا لیں۔ اپنی ہمت کے مطابق عمل کریں۔

اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ہر انسان کا حساب اُسکی استطاعت کے مطابق لینگے۔

یاد رکھیں کہ اختلافِ رائے بڑی چیز نہیں ہے لیکن مخالفت بڑی چیز ہے۔ سب ایک طرح نہیں سوچیں گے۔ ہاتھ کی سب انگلیاں برابر نہیں ہیں۔ ہم میں سب لوگ فرق ہیں۔ اللہ کی دُنیا میں کئی فرق ہیں۔ اختلاف میں خوبصورتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ مخالفت نہ کریں۔ سڑک پر اپنے راستے پر چلیں ایک دوسرے سے ٹکرائیں نہیں۔

صحابہ کرامؓ میں اختلاف تھا مخالفت نہیں تھی سب قرآن سے جڑے ہوئے تھے۔ بعد میں آنے والے اپنے اپنے گروہ بنا کر الگ ہو گئے، شخصیت پرستی شروع ہو گئی۔ قرآن سے دُور ہو گئے۔ علامہ اقبالؒ نے صحیح کہا کہ:

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک۔ ایک ہی سب کا نبی، دین بھی، ایمان بھی ایک
 حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک۔ کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مُسلمان بھی ایک؟
 فرقہ بندی ہے کہیں، اور کہیں ذاتیں ہیں!۔ کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟

اسپین کی تاریخ دیکھ لیں کہ کیسے سات سو سال تک مسلمانوں کی حکومت رہی ہے۔ فرقہ بندی نے کیسے مسلمان کو مسلمان کا دشمن بنا دیا۔ حکومت بھی گئی اور عزت بھی گئی۔ دین بھی گیا اور دُنیا بھی گئی۔ آپ یہ دیکھ لیں کہ کیسے تین پاروں میں ہماری کردار سازی ہو رہی ہے کہ فرقہ بازی میں نہ پڑیں۔ کوئی منفی بات نہ کریں۔ اپنی اصلاح کی فکر کریں۔

گھر والوں کو ساتھ لے کر چلیں۔

ایک اُمت بنیں۔ آپ کے دُشمن مسلمانوں کے خلاف ہیں۔ وہ آپ کو یہ نہیں پوچھے گا کہ سُنی ہو یا وہابی، حنفی ہو یا شافعی؟

دُشمن ہمارے خلاف منصوبہ بندیاں کر رہا ہے اور ہمیں کوئی فکر ہی نہیں ہے۔

ہم آپس میں لڑ رہے ہیں چھوٹے چھوٹے فرقے بنا کر بیٹھے ہیں۔

آئیں سب ایک ہو کر مل جُل کر ایک اُمت بن کر قرآن سے جُڑ جائیں۔